ZAUQ-E-TAHQEEQ
www.Zauq-e-Tahqeeq.com
etitor@zauq-e-tahqeeq.com
ISSN PRINT: 2789-8776
ISSN ONLINE:2789-8784
Vol. 1, No.3 (2019)
(July to September)

فیض اور رومانیت

Faiz and Romanticism

محمد شوکت علی
پی ایچ۔ڈی اسکالر، شعبہ اُردو، لاہور گیریژن یونیورسٹی، لاہور
نورین رضوی
پی ایچ۔ڈی اسکالر، شعبہ اُردو، لاہور گیریژن یونیورسٹی، لاہور

Abstract:

Faiz is romantic poet and his poetry is beautiful and full of life's feelings and emotions. There is an element of romance in his poetry. Faiz go to the valleys of beauty and love and he tries to remember the moments of happiness. Waiting alone would make him anxious and uneasy. This uneasiness would have been expressed in his romantic poetry. Faiz carried together romance and purpose in poetry. Faiz purpose will become his beloved and this beloved changes its shape and figure. But the mood of the beloved and trend remain romantic. Faiz loves life and beauty immensely. Faiz is basically a romantic poet who offers a moment of reflection for those who try to limit the poetry to some political and social slogans. Faiz is the name of great romantic poet in the field of romanticism. His romantic poetry is a valuable asset of Urdu literature. Faiz name will always remain in the list of romantic poets because of his remarkable romantic poetry.

Key words: A romantic poet, Valleys of beauty, Political and social slogans, Valuable asset, Urdu literature, Remarkable, Immensely.

اُردو شاعری میں رومانیت کا پہلو ہمیشہ نمایاں رہا ہے۔ کم و بیش تمام شعرا نے انسانی جذبات و احساسات کے اظہار کے لئے رومانیت کا سہارا لیا ہے۔ رومانیت کا یہ پہلو اس حوالے سے بھی بہت اہم ہے کہ ہر فرد کسی نہ کسی کرب اور سماجی جبر سے دوچار ہوتا ہے۔ اُس کے باطنی جذبات میں تغیرات جنم لیتے ہیں اور مسرت و یاس کی یہ تلاطم خیزیاں اظہار کی راہ تلاش کرتی ہیں۔ شاعری انسان کے رومانوی اور جمالیاتی اظہار کا ایک موثر ذریعہ بنتی ہے۔ جب فیض نے شاعری کا آغاز کیا تو اس وقت غزل مقبولیت کے عروج پر تھی۔ چناں چہ فیض نے بھی اپنی غزلوں میں محبت اور اس سے وابستہ تمام احساسات کو اپنی شاعری کا حصہ بنایا۔ فیض بنیادی طور پر ایک رومانی شاعر ہے۔ ان کی شاعری کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ رومانیت کے بغیر شاعری شاذونادر ہی عظیم بن سکتی ہے۔ اکثر لوگ رومان کو صرف عشق و محبت تک محدود سمجھتے ہیں جب کہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ رومانی انداز نظر کا تعین محض عشق سے نہیں بلکہ شاعر یا مصنف کے زاویہ نظر، انداز فکر اور پیرایہ اظہار سے ہوتا ہے۔ رومانیت ادب میں ایک خاص انداز فکر کی جانب اشارہ کرتی ہے۔

فیض کو صرف اس وجہ سے رومانی شاعر نہیں کہا جاسکتا کہ انہوں نے عشق و محبت کی باتیں کی ہیں۔ رومانی شاعر حقیقی دنیا کی بنیاد پر ایک تخیلی دنیا تخلیق کرتا ہے جب فیض کا مطالعہ اس تناظر میں کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ فیض کے کلام میں یہ تمام خصوصیات بدرجہ اتم موجود ہیں۔ جس طرح ایک رومانی شاعر آزاد منش ہوتا ہے اور اپنے آئیڈیل کے راستے میں کوئی رکاوٹ برداشت نہیں کرتا۔ اسی طرح فیض کی دنیا میں بھی بھرپور آزادی ہے۔ فیض کی آزاد دنیا میں کوئی کسی کا حق غصب نہیں کرتا۔ وہاں ظلم اور استحصال نہیں ہوتا۔ وہاں حکومت عوام کے سروں پر مسلط نہیں۔ فیض ہر آئیڈیل پرست کی

طرح اچھے مستقبل کی اُمید پر حال کے دکھ برداشت کرتا ہے۔ اردو زبان میں بہت کم شاعر ایسے گزرے ہیں جو اپنی زندگی میں ہی کلاسیک بن گئے ہوں لیکن فیض اس معاملے میں خوش قسمت ہیں کیوں کہ وہ اپنی زندگی میں ہی کلاسیک کا مقام پا گئے تھے۔ اس بات کا اندازہ اس طرح لگایا جاسکتا ہے کہ ان کی شاعری تراجم کے ذریعے مختلف ممالک میں پہنچ کر ادب کے شائقین کو مسرت بہم پہنچا رہی ہے۔

فیض کی رومان پسندی دوسرے شاعروں سے بہت حوالوں سے مختلف ہے کہ وہ شاعری میں لفظ اور خیال کی نزاکتوں کو سوز و گداز، دردمندی اور سلیقے سے بیان کرتے ہیں۔ ان کی شاعری میں دھیماں پن، نبھاؤ، کی کیفیات محسوس کی جاسکتی ہیں ان کے ہاں یہ طرزِ اظہار کی رنگینیاں و رعنائیاں ان کے شعری مجموعے ''نقش فریادی'' میں نمایاں طور پر دیکھی جاسکتی ہیں اور کہنا مناسب ہو گا کہ یہ وہ مقام ہے جسے فیض کی شاعری میں تغزل کی ایسی صورتیں جابجا دیکھی جاسکتی ہیں جن میں محبت کی سرشاری، ناکام حسرتوں کا بیان اور تصور محبوب کی قربتوں اور دوریوں کا احساس اور بے تابیء دل کے میل ملاپ سے ایسی سحر انگیز صورت ہے جہاں فیض دوسروں سے ممتاز دکھائی دیتے ہیں۔ خود فیض اس شاعری کا جواز یوں پیش کرتے ہیں:

> ''اس زمانے میں بیشتر سنجیدہ فکر و مشاہدہ کے بجائے کچھ رنگ رلیاں منانے کا انداز تھا۔ شعر میں اولاً حسرت موہانی اور ان کے بعد جوش، حفیظ جالندھری، اختر شیرانی کی ریاست قائم تھی۔ افسانے میں ہلدرم اور تنقید میں حسن برائے حسن اور ادب کا چرچا تھا۔ ''نقش فریادی'' کی ابتدائی نظمیں اسی ماحول کے زیر اثر مرتب ہوئیں۔''(۱)

فیض کا اپنی ابتدائی شاعری سے متعلق یہ حقیقت پسندانہ اظہار اس امر کی وضاحت بھی کرتا ہے کہ اُنہوں نے جس عہد میں شاعری کا آغاز کیا، وہ ادبی و فکری اعتبار سے رومانیت کا دور تھا جس میں تمام بڑے ادیب رومانی طرز احساس کے زیر اثر ادب تخلیق کر رہے تھے۔ جس نے فیض کی رومان پسندی کا جواز مہیا کیا جو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اہمیت اضتیار کرتا چلا گیا۔ رجحانات کی پختگی اور سنجیدگی بھی اسی دور میں پروان چڑھی چناں چہ ہم دیکھتے ہیں کہ جوں جوں اس دور میں نظم و نثر کا ارتقا ہوا۔ اسی طرح فیض کا تصور رومانیت بھی نکھرتا گیا۔ اس سلسلے میں نظیر صدیقی لکھتے ہیں:

> ''فیض طبعاً غزل گو واقع ہوئے ہیں غزل گو سے میری مراد عشق و محبت کی شاعری کرنے والا نہیں بلکہ بات کو لطیف، دلنشیں اور بھرپور انداز میں کہنے والا ہے۔ جو ایک اچھے اور فطری غزل گو کا خاصہ ہے۔ تغزل فیض کے خمیر میں شامل ہے۔''(۲)

فیض طبعاً ایک رومانی شاعر ہیں جس کا عکس ان کی بعد کی شاعری میں بھی دیکھا جاسکتا ہے لیکن ان کا غالب رویہ رومان پسندی ہی ہے۔ اور یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ افتادِ طبع کے اعتبار سے فیض کے ہاں رومانیت اور حقیقت کا حسین امتزاج پایا جاتا ہے۔ ان دانون رجحانات میں ایک توازن اور اعتدال کا پہلو نمایاں ہے اور ''نقش فریادی'' کی شاعری میں یک درد آگیں کیف محسوس کیا جاسکتا ہے۔

رات یوں دل میں تری کھوئی ہوئی یاد آئی
جیسے ویرانے میں چپکے سے بہار آئی
جیسے صحراؤں سے ہولے سے بہار آجائے
جیسے بیمار کو بے وجہ قرار آجائے(۳)

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ رومانی شاعری محض محبت کے جذبات و احساسات کی ترجمان نہیں ہوتی بلکہ ہر رومانی شاعر کسی نا کسی مقصدیت کی عکاس ہوتی ہے اور فیض اپنی رومانی شاعری کے توسط سے جن خیالات کا اظہار کرتے ہیں ان کا ایک سماجی پہلو بھی سامنے آتا ہے۔ فیض کے ہاں عشقیہ مضامین کو شعر میں ڈھالنے کا انداز دوسرے شعرا سے بہت مختلف ہے ان کے ہاں رومانیت ہی ایسا جذبہ ہے جو زندگی کے تمام پہلوؤں پر محیط ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب وہ کہیں حقیقت پسندی کے پہلو کو اُجاگر کرتے ہیں تو اس میں بھی داخلیت کا "دردِ نہاں" جھلکتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ کیوں کہ ناقدین کے نزدیک فیض پہلے ایک رومانی شاعر ہیں اور انقلابی بعد میں۔ اس سلسلے میں عرش صدیقی لکھتے ہیں:

> "رومانی شاعری عموماً زندگی کی بنیادی مادی ضروریات پر غیر مادی، روحانی، موضوعی، وجدانی، تخیلی اور زاتی مسائل کو ترجیح دیتی ہے اور مختلف شاعروں کے ہاں مختلف رنگ میں ملتی ہے۔۔۔۔۔ فیض کے ہاں دوسرے اچھے ترقی پسند شاعروں کی طرح ان دونوں اندازہائے فکر کی مکمل ہم آہنگی ملتی ہے۔"(۴)

عشق و محبت کے موضوعات میں فیض زندگی سے بہت قریب تر ہیں۔ ان کی شاعری میں سوز و گداز اور نکھار ہے۔ ان کا عشق ایک انسان کا عشق ہے جس میں مافوق الفطرت عناصر اور گیر انسانی تصورات و احساسات کا کوئی دکل نہیں۔ ان کے عشق کی بنیاد انہیں تمام محرکات و جذبات پر ہے جو عام انسانوں کا خاصہ ہیں۔ اپنی شاعری میں انہوں نے اپنے احساسات کی ترجمانی کی ہے۔ ان میں شدت احساس، جذبات کی ہم آہنگی اور ایک رعنائی کیفیت پائی جاتی ہے۔ شاعری میں تشبیہات کا استعمال کرنے سے کلام کے حسن میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ فیض نے بھی نادر اور اچھوتی تشبیہات کا استعمال کیا ہے۔ ان کی شاعری میں حسن بیان کے ساتھ ساتھ تشبیہات کی جدت اور ان کی تخیل کی بلندی ہے جب کہ بیان کی شگفتگی ان کے کلام کو اوجِ کمال تک پہنچا دیتی ہے۔

تیرگی ہے کہ اُمنڈتی ہی چلی آتی ہے
شب کی رگ رگ سے لہو پھوٹ رہا ہو جیسے
چل رہی ہے کچھ اس انداز سے نبض ہستی
دونوں عالم کا نشہ ٹوٹ رہا ہو جیسے(۵)

فیض کی شاعری کا قابلِ ذکر پہلو ان کے کلام میں محبت کا بیان ہے۔ محبت کے اظہار میں فنی و فکری نزاکتوں اور خوش سلیقگی کو کلیدی اہمیت کا حامل قرار دیا جاتا ہے۔ یہی فیض کی شاعری کا بنیادی وصف ہے جس کا اعتراف کم و بیش تمام ناقدین نے کیا ہے اور جس پر سب متفق نظر آتے ہیں۔ ان کی شاعری میں جمالیاتی احساس اور زبان و بیان کا ایک معنیاتی نظام ہے جو انہیں دوسرے شاعروں سے بالکل الگ کر دیتا ہے۔ ان کے کلام میں ایک پر کیف اور جاں فزا سحر ہے۔ جو کوئی فیض کے اس شہر محبت میں داخل ہو جاتا ہے وہ وہیں کا ہو کے رہ جاتا ہے۔ لہٰذا فیض کے ہاں خوابوں، خواہشوں اور امنگوں کا ایسا حسین رنگین موسم انگڑائیاں لینے لگتا ہے جو انسان کو ایک نئے جہان میں لے جاتا ہے۔ محمد علی صدیقی لکھتے ہیں:

> "فیض احمد فیض ایک ایسے دور میں زندہ ہیں جب فراق اور جوش بھی بقید حیات ہیں لیکن فیض کا معاملہ جدا ہے۔ فیض نے اپنی منفرد شناخت کے لئے جس رنگ کو بطور خاص کلچر کیا ہے وہ اس قدر سادہ، پر سرار، موثر اور پیچیدہ ہے کہ وہ اپنے شعروں میں ایک جادوگر کی طرح کبھی کسی ایک عنصر کے افراد سے اور کبھی دوسرے عنصر کی تفریط سے بہت عجیب و غریب کام لیتے ہیں۔"(۶)

فیض شہر محبت کا باسی ہے۔ فیض کا شہر محبت، قربتوں، دوریوں، جلتے بجھتے مناظر، روشن صبحوں، ڈھلتی ہوئی شاموں، مہکتے گلابوں کی جلو میں سانس لیتا ہے خیال اور احساس کی مشعلیں کہیں بہت روشن اور کہیں مدھم ہوتی ہیں۔ درد کا چاند جگمگاتا ہے اور ہجر کی سلگتی راتیں شاعر کو باتاب رکھتی ہیں۔

سبزہ سبزہ سوکھ رہی ہے پھیکی، زرد دوپہر
دیواروں کو چاٹ رہا ہے تنہائی کا زہر
دور اُفق تک گھٹتی، بڑھتی، اُٹھتی، گرتی رہتی ہے
کہر کی صورت بے رونق دردوں کی گدلی لہر
بستا ہے اس کہر کے پیچھے روشنیوں کا شہر(۷)

ایک اور شعر ملاحظہ ہو:

بزم خیال میں تیرے حسن کی شمع جل گئی
درد کا چاند بجھ گیا، ہجر کی رات ڈھل گئی(۸)

فیض کی شاعری میں یہ مناظر حسن و جمال کی ایک رنگین فضا کو جنم دیتے ہیں جہاں یہ محسوس ہوتا ہے کہ شاعر صرف اور صرف اسی ایک دنیا کا باسی ہے جو ساحلوں، جزیروں، قربتوں، رفاقتوں سے ہوتا ہوا کبھی مسرت و انبساط سے مہک اُٹھتا ہے اور کبھی حسرت و یاس کی ہلکی پھلکی آنچ میں یادوں کی شمعیں روشن کرتا ہے اور یہ بات یقینی طور پر کہی جاسکتی ہے کہ فیض کا یہی رنگ اپنی بھرپور رعنائیوں کے ساتھ شاعری میں جلوہ گر ہے۔ یہاں اظہار کی خوبصورتی اور شاعرانہ فن کاری تمام فنی تقاضوں کے ساتھ عروج پر نظر آتی ہے۔ فیض کی ابتدائی شاعری کا مرکزی محرک تنہائی اور انتظار ہے۔ ایک خیال سے دوسرے خیال تک، ایک شعر سے دوسرے شعر تک، ایک نظم سے دوسری نظم تک یہی دھاگہ پرویا ہوا نظر آتا ہے۔ فیض کی شاعری میں تنہائی اور انتظار مختلف شکلوں میں نظر آتے ہیں۔ پروفیسر سلامت اللہ فیض کی شاعری کے بارے میں لکھتے ہیں:

> ”فیض کی شاعری میں جو چیز ابتدا سے کھٹکتی ہے وہ ان کی روح کی تنہائی ہے۔ خواہ وہ ایک نظم ہو یا پورا مجموعہ لیکن پڑھتے ہوئے قاری ان کی روح کی تنہائی کو نظر انداز نہیں کر سکتا۔ بہت کچھ شیلے کی طرح ان کی اکتائی اکتائی سی نظریں اپنے گرد و پیش پر پڑتی ہیں۔ اپنے دور کی زوال پذیر نظروں سے مایوس ہوتی ہیں اور پھر اس نئے دور کی منتظر رہتی ہیں۔“(۹)

فیض کی شاعری پاکیزہ، جاندار اور توانا احساسات سے بھرپور ہے۔ فیض زندگی کے بہترین نباض ہیں اور زندگی کی عکاسی اپنی شاعری میں کرتے ہیں۔ فیض کی نظمیں ”زندان کی ایک شام“، ”زندان کی ایک صبح“ اور ”تنہائی“ ایسی نظمیں ہیں جن میں احساس تنہائی کی نمایاں طور پر نشاندہی ہو رہی ہے۔ فیض کی شاعری میں حسین و جمیل اور زندگی سے بھرپور احساسات و جذبات ایک صحت مند مرکزی نظریے کی تخلیق کی بدولت ہیں۔ فیض نے خلا میں شاعری نہیں کی بلکہ عہد حاضر کے سیاسی، سماجی اور اقتصادی محرکات کو اپنی شاعری میں بیان کیا ہے۔ فیض کی ابتدائی شاعری میں عشقیہ عناصر واضح طور پر محسوس کئے جاسکتے ہیں۔ فیض عشق کی حسین و جمیل وادیوں میں چلے جاتے ہیں۔ ان وادیوں میں دل لذت بخش سکون کی کیفیت میں چلا جاتا ہے۔ عشق کی یہ

خوبصورت وادیاں ویران اور غم میں ڈوبی ہوئی ہیں۔ان میں قدم رکھتے ہوئے دل لرزتا ضرور ہے لیکن فیض نے خوشی خوشی ان وادیوں میں قدم اُتار دیے۔فیض کہتے ہیں:

پھر کوئی آیا دل زار ! نہیں کوئی نہیں
راہرا ہوگا ،کہیں اور چلا جائے گا
ڈھل چکی رات بکھرنے والا تاروں کا غبار
لڑ کھڑانے لگے ایوانوں میں خوابیدہ چراغ
سو گئی راستہ تک تک کے ہر اک راہ گزر
اجنبی خاک نے دھندلا دیے قدموں کے سراغ
گل کرو شمعیں ،بڑھا دو مے و مینا و ایاغ
اپنے بے خواب ،کواڑوں کو مقفل کر لو
اب یہاں کوئی نہیں،کوئی نہیں آئے گا(۱۰)

فیض زندگی بھر ''رومانی باغی'' رہے۔ان کی پوری شاعری اسی کشمکش کی داستان ہے کہ انقلاب ان کو اپنی طرف بلاتا رہا اور رومانیت ان کو اپنی طرف کھینچتی رہی۔رومانی شاعری عموماً زندگی کی بنیادی مادی ضروریات پر روحانی، وجدانی، تخیلی اور ذاتی مسائل کو ترجیح دیتی ہے اور مختلف شاعروں کے ہاں مختلف انداز میں موجود ہے۔شاعری میں حقیقت پسندی کو بیان کرنا بھی رومانیت ہے۔حقیقت پسند زندگی کے بنیادی مادی ضروریات پر روحانی، غیر مادی، موضوعی، وجدانی تخیل اور ذاتی مسائل کو بیان کرتے ہیں اور رومانی شاعری میں بھی یہ سب بیان کیا جاتا ہے۔ادب و فن کا مسئلہ اصل میں بنیادی ضروریات کے پورا ہونے کے لئے اور مادی ضروریات صرف سانس کی آمدورفت جاری رکھنے کے لئے ہیں۔ادب اس آمدورفت سے پیدا ہونے والی زندگی کو قابل برداشت بنانے کے لئے ہے۔ادب و فن کا تعلق جسم سے نہیں دل و دماغ اور روح سے ہے۔جذبات، غم و فکر، مسرت اور طمانیت سے ہے۔جو شخص ان سب کی اہمیت کو تسلیم کر لیتا ہے وہ حقیقت پسند ہے۔رومانی فن کار ایک مادہ پرست شخص سے زیادہ حقیقت پسند ہوتا ہے کیوں کہ وہ مادی حقائق اور ضروریات سے انکار نہیں کرتا۔رومانی شاعری شاعر کی خود مرکزیت کو نمایاں کرتی ہے۔شاعر پر حقیقت کا ادراک ہو جانے کے بعد اس کو محسوس ہوتا ہے اس کے بتائے ہوئے راستے پر چل کر انسانیت کو مسرت و خوشی میسر آسکتی ہے۔فیض کو مسرت کے لمحات کھوئی ہوئی یادوں کی طرح یاد آتے ہیں۔کھوئے ہوئے لمحات کو باد نسیم کی طرح قرار نہیں ہوتا۔تنہا انتظار کرنا فیض کو بہت بے چین و مضطرب کر دیتا ہے۔اس بے چینی کا برملا اظہار ان کے رومانی کلام میں ہوتا ہے۔ہر رومانی شاعر کے زیر نظر کوئی نہ کوئی مقصد ضرور ہوتا ہے۔یہ مقصد شاعر کو اس کی انفرادیت کی تسکین کے وسائل فراہم کرتا رہتا ہے۔فیض اردو کے دیگر رومانی شعرا میں جداگانہ مقام رکھتے ہیں۔فیض کی نظم ''مجھ سے پہلی سی محبت مری محبوب نہ مانگ'' رومانوی شاعری کی بہترین مثال ہے۔اس نظم میں فیض عشق کی سرمستیوں اور رنگینیوں کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

مجھ سے پہلی سی محبت مری محبوب نہ مانگ

میں نے سمجھا تھا کہ تو ہے تو درخشاں ہے حیات

تیرا غم ہے تو غمِ دہر کا جھگڑا کیا ہے

تیری صورت سے ہے عالم میں بہاروں کو ثبات

تیری آنکھوں کے سوا دنیا میں رکھا کیا ہے؟

تو جو مل جائے تو تقدیر نگوں ہو جائے

یوں نہ تھا، میں نے فقط چاہا تھا یوں ہو جائے

اور بھی دکھ ہیں زمانے میں محبت کے سوا

راحتیں اور بھی وصل کی راحت کے سوا(۱۱)

فیض کی رومانیت اپنی مثال آپ ہے۔ وہ رومانیت میں اپنے جداگانہ اسلوب اور طرزِ اظہار کی وجہ سے نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ ان کی عشقیہ شاعری میں ایک خاص طرح کی انفرادیت اور نیا پن ہے۔ محبوب کو مخاطب کرنے کا منفرد انداز، محبوب کے حسن کو بیان کرنے کا سلیقہ فیض کو بخوبی آتا ہے۔ فیض کہتے ہیں:

رنگ پیراہن کا، خوشبو زلف لہرانے کا نام
موسمِ گل ہے تمہارے بام پر آنے کا نام
دوستو، اس چشم و لب کی کچھ کہو جس کے بغیر
گلستاں کی بات رنگیں ہے، نہ میخانے کا نام
پھر نظر میں پھول مہکے، دل میں پھر شمعیں جلیں
پھر تصور نے لیا اس بزم میں جانے کا نام(۱۲)

فیض کی نظموں میں غزلیت کا شعور واضح طور ملتا ہے جو انہیں بنیادی طور پر انقلابی شاعر بنانے کی بجائے رومانی شاعر بنا دیتا ہے۔ فیض کی رومانی شاعری مقصدیت لئے ہوئے بھی ہے۔ یہ فیض کا ہی خاصہ ہے کہ وہ رومانیت اور مقصدیت ساتھ ساتھ لے کر چلتے ہیں۔ ان کا مقصد ہی ان کا محبوب بن جاتا ہے۔ ان کا محبوب پیکر تبدیل کرتا رہتا ہے لیکن محبوب کا مزاج اور رجحان رومانی رہتا ہے۔ فیض تختہ دار اور گوشہ زندان میں بھی عشق اور ہجرِ محبوب کا لطف محسوس کر لیتے ہیں۔ اس کا اظہار اس نظم میں یوں کرتے ہیں:

گڑی ہیں کتنی صلیبیں مرے دریچے میں

ہر ایک اپنے مسیحا کے خون کا رنگ لئے

ہر ایک وصل خداوند کی امنگ لئے

کسی پہ کرتے ہیں ابر بہار کو قرباں

کسی پہ قتل مہ تابناک کرتے ہیں

کسی پہ ہوتی ہے سرمست شاخسار دو نیم

کسی پہ بادصبا کو ہلاک کرتے ہیں

ہر آئے دن یہ خداوندگان مہر و جمال

لہو میں غرق مرے غم کدے میں آتے ہیں

اور آئے دن مری نظروں کے سامنے ان کے

شہید جسم سلامت اٹھائے جاتے ہیں(۱۳)

فیض نے زندگی کو بہت قریب سے دیکھا تھا۔ فیض کی شخصیت میں رومان اور مقصد مد غم نہیں ہوتے۔ فیض نے شاعری کا انتخاب مقصد کے لئے ضرور کیا ہے لیکن ان کا مقصد ان کے لئے رومانی مقصد بن جاتا ہے۔ ان کی شاعری میں داخلیت کا عنصر نمایاں ہو جاتا ہے۔ فیض کو گوشہ عافیت، دردِ نہاں اور غمِ جاوداں کے اظہار کا موقع مل جاتا ہے۔ فیض کی شاعری جذبے، فکر، توازن اور داخلیت کے امتزاج کی حیرت انگیز مثال ہے۔ فیض کے اس دھیمے اور کومل لہجہ نے جلا دے کر شاعری کو جادو اثر بنا دیا ہے۔ مثال ملاحظہ ہو:

صبح پھوٹی تو آسمان پہ ترے

رنگ رخسار کی پھوہار گری

رات چھائی تو روئے عالم پر

تری زلفوں کی آبشار گری(۱۴)

فیض کو زندگی اور حسن کی رعنائیوں سے محبت تھی۔ اس محبت نے اس کے فن کو جلا بخشی اور آب و رنگ عطا کیا۔ فیض نے حسن کاری کے نئے اسلوب تراشے۔ فیض کی شاعری میں رومانوی احساسات کے ساتھ ایک حسینہ کا تصور، اس سے ملنے کی حسرت، اور اس کی جدائی میں بے قراری کی کیفیت ملتی ہے۔ فیض اپنی محبت میں بے حد پر خلوص ہیں۔ ان کا یہی خلوص دل پر اثر کرنے والا ہے۔ وہ حسن و جمال سے باخبر ہیں کیوں کہ وہ اسی دنیا کے باسی ہیں۔ اور اس دنیا کے تمام حقائق کو ملحوظ رکھتے ہیں۔ شاعری میں انہوں نے لطیف موضوعات کو اپنایا۔ ان کے ہاں حسن کی پرستش سے لطف اندوز ہونے کا جذبہ، مختلف پہلوؤں سے قصہ راز و نیاز کا بیان موجود ہے۔ ان کے حقیقت پسندانہ رجحان نے ان کی رومانی اقدار میں ایک خاص قسم کی تبدیلی پیدا کی۔ وہ ایسی محبت کا دم نہیں بھرتے جو دنیا جہان سے بے نیاز کر دے۔ فیض کو زندگی کے اصل حقائق کا بخوبی علم ہے اسی لئے وہ زندگی کی تلخیوں سے نبرد آزما ہونا چاہتے ہیں جو اس کرہ ارض پر انسان کو درپیش ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ فیض احمد فیض، دست تہ سنگ، ایجوکیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ، ۱۹۷۹ء، ص:۱۱

۲۔ نظیر احمد صدیقی، فیض احمد فیض عکس اور جہتیں، ماورا پبلشرز، لاہور، ۱۹۸۸ء، ص:۱۱۳

۳۔ فیض احمد فیض، نقش فریادی، مکتبہ کارواں، لاہور، ۱۹۷۴ء، ص:۹

۴۔ عرش صدیقی، فیض کی شاعری میں رومانی عناصر بحوالہ فیض کی تخلیقی شخصیت، تنقیدی مطالعہ مرتبہ ڈاکٹر طاہر تونسوی، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۸۹ء، ص:۵۹

۵۔ فیض احمد فیض، نسخہ ہائے وفا، مکتبہ کارواں، لاہور، (س۔ن)، ص:۱۰۸

۶۔ محمد علی صدیقی، فیض کی شاعری میں رومانی عناصر بحوالہ فیض کی تخلیقی شخصیت، تنقیدی مطالعہ مرتبہ ڈاکٹر طاہر تونسوی، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۸۹ء، ص:۱۵۲

۷۔ فیض احمد فیض، نسخہ ہائے وفا، مکتبہ کارواں، لاہور، (س۔ن)، ص:258

۸۔ ایضاً، ص:۲۴۱

۹۔ پروفیسر سلامت اللہ، شاعر محبت، شاعرِ انسانیت، افکار فیض نمبر، ص:۳۳۹

۱۰۔ فیض احمد فیض، نسخہ ہائے وفا، مکتبہ کارواں، لاہور، (س۔ن)، ص:۷۱

۱۱۔ ایضاً، ص:۶۱

۱۲۔ ایضاً۔ ص:۱۵۱

۱۳۔ ایضاً، ص:۲۶۸

۱۴۔ ایضاً، ص:۲۷۳